Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۴۹۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL. RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۲۶ محرم ۱۳۹۴ھ ۱۹ تبلیغ ۱۳۵۳ہش ۱۹ فروری ۱۹۷۴ء | نمبر ۴۰

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ خدا پر ایمان ہی تھا جس نے صحابہ کرامؓ سے عظیم الشان کام کرائے

اُنہوں نے اپنی عملی حالت سے دکھا دیا کہ اُنہوں نے خُدا کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے

"مَیں پھر صحابہؓ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اپنی عملی حالت میں دکھا دیا کہ وہ خُدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے انہوں نے اپنی آنکھ سے ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے ان کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہونے دی کہ قوم چھوڑی، مُلک چھوڑا، جائدادیں چھوڑیں، احباب اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا وہ صرف خدا ہی پر بھروسہ تھا اور ایک خدا پر بھروسہ کر کے انہوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجّب سے بھر جاتا ہے۔ ایمان تھا اور صرف ایمان تھا اور کچھ نہ تھا۔۔۔ صحابہؓ نے ایمانی قوّت سے سب کو جیت لیا۔ انہوں نے جب ایک شخص کی آواز سُنی جس نے باوصفیکہ اُمّی ہونے کی حالت میں پرورش پائی تھی مگر اپنے صدق اور امانت اور راست بازی میں شُہرت یافتہ تھا۔ جب اُسؐ نے کہا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں یہ سُنتے ہی ساتھ ہو گئے اور پھر دیوانوں کی طرح اس کے پیچھے چلے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک ہی بات تھی جس نے ان کی یہ حالت بنا دی اور وہ ایمان تھا یاد رکھو خدا پر ایمان بڑی چیز ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۵۴)

اخبارِ احمدیّہ

ربوہ ۱۸ تبلیغ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۱۵ تبلیغ کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں نمازِ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں پہلے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ذکر فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر و برکت رکھی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت اس خیر و برکت کے حصول کے لئے بھی مقدور بھر کوشش کر رہی ہے چنانچہ اسی غرض سے ربوہ میں گھوڑ دوڑ کا ٹورنامنٹ منعقد کیا جاتا ہے۔ اس ٹورنامنٹ میں زیادہ سے زیادہ گھوڑے آنے چاہئیں اور یہاں پر ان کی خوراک اور انہیں ٹھہرانے کا معقول انتظام ہونا چاہیے احباب کو گھوڑے پالنے اور ان کی سواری سیکھنے کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔

اس کے بعد حضور نے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ باوجود اس کے کہ ابھی پاکستان کی اور بیرونی ممالک کی بھی بہت سی احمدی جماعتوں کے وعدہ جات مرکز میں نہیں پہنچے اور باوجود اس کے ابھی وعدہ جات کی میعاد میں بھی ڈیڑھ ماہ باقی ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک میں اس وقت تک وعدہ جات چار کروڑ روپے کے قریب تک پہنچ چکے ہیں، الحمد للہ۔ امید ہے کہ میعاد ختم ہونے تک یہ وعدے نو کروڑ روپیہ کے قریب تک پہنچ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور نے فرمایا جماعتِ احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس کی ترقی اور توانائی میں وسعت کے ساتھ ساتھ اس کی مخالفت کا رنگ بھی بدلتا رہا ہے پہلے مختلف ممالک میں مقامی طور پر مخالفت ہوتی تھی لیکن اب جماعت کی مخالفت کی نوعیت بھی بدلنا شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جلسہ سالانہ کے بعد سے ایسی اطلاعات مل رہی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخالفت بعض مقامات پر بین الاقوامی رنگ اختیار کرتی جا رہی ہے جو ہمارے نزدیک نشاندہی کرتی ہے اس امر کی کہ غلبۂ اسلام کے دن قریب سے قریب تر آتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرّفِ خاص کے ماتحت ایسی اطلاعات موصول ہونے سے قبل ہی صد سالہ احمدیہ جوبلی کے سلسلے میں اشاعتِ اسلام کا عظیم تر منصوبہ جاری کرا کے ہمیں پہلے سے ہی تیار کر دیا کہ ہم دنیا میں غلبۂ اسلام کے لئے پہلے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کریں تا کہ اسلام کی سربلندی کی آسمانی مہم

(باقی صفحہ ۸ پر)

پبلشر:۔ مسعود احمد * پرنٹر:۔ سید عبدالحی * مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ * مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۹ تبلیغ ۱۳۵۳ ہش

آخرت کو سنوارنے والا عملِ خیر

ہر چند کہ اسلام میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن اِس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان دنیا ہی کا ہو رہے۔ انسان دینِ فطرت ہے۔ وہ فطرتِ صحیحہ کے ہر تقاضے کو پورا کرتا ہے لیکن توازن اور اعتدال کو برقرار رکھنے کی شرط کے ساتھ۔ اِسی لئے اُس نے یہ تعلیم دی ہے کہ انسان دنیا سے منہ نہ موڑے، دنیا کمائے اور ضرور کمائے لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ دین سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہو۔ دنیا کمانے میں بھی اس کا مقصود دین ہی ہو یعنی یہ کہ مال وہ اِس نیت سے کمائے کہ حد اعتدال میں رہتے ہوئے وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد زائد مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر سکے۔

اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا سے فرار اختیار نہ کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ بار بار قرآن مجید میں دنیا سے دل نہ لگانے کی بھی تلقین فرمائی ہے اور بار بار یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل کی حیثیت رکھتی ہے اور سراسر بے حقیقت ہے۔ اِس لئے انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ ہر دم آخرت پر نظر رکھے اور دنیا میں اِس طرح زندگی گزارے کہ وہ اسے آخرت سے غافل نہ کر سکے جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۗ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (انعام آیت ۳۳)

اور ورلی زندگی کھیل اور غفلت کے سامان کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے پیچھے آنے والا گھر یقیناً بہتر ہے۔ پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ اِس حقیقت کو ذہن نشین کراتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۗ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (العنکبوت آیت ۶۵)

اور یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اُخروی زندگی کا گھر ہی درحقیقت اصلی زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے۔ کاش کہ وہ لوگ جانتے۔

اِن آیات سے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ورلی زندگی کھیل اور غفلت کے سامانوں سے پُر ہونے کے باعث ہرگز بھی اِس قابل نہیں ہے کہ انسان اس سے دل لگائے اور اسی کو سب کچھ سمجھ کر بس اسی کا ہو رہے بلکہ اصل اور حقیقی زندگی اُخروی زندگی ہے۔ اِس دنیا میں رہ کر آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِسی دنیا میں آخرت کو سنوارنے کا طریق کیا ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام کی مذکورہ بالا آیت میں ہی اِس کا جواب صرف ایک لفظ میں دے دیا ہے اور وہ ہے تقویٰ جیسا کہ فرمایا وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۗ یعنی جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے اُخروی زندگی کا گھر ہی یقیناً بہتر ہے۔ صاف اور واضح طور پر اِس کا مطلب یہ ہے کہ ورلی زندگی میں اُخروی زندگی کو سنوارنے کا طریق یہ ہے کہ انسان اِس دنیا میں تقویٰ اختیار کر کے صحیح معنوں میں متقی بننے کی کوشش کرے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے متقی کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ جو کچھ ہم نے اسے دیا ہے اسے وہ ہماری رضا کی خاطر ہمارے ہی راستے میں خرچ کرنے سے نہیں گھبراتا جیسا کہ فرمایا:۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (البقرہ آیات ۳ تا ۶)

یہی کامل کتاب ہے۔ اِس (امر) میں کوئی شک نہیں متقی دل کو ہدایت دینے والی ہے جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ (یقیناً) اس ہدایت پر (قائم) ہیں جو اُن کے رب کی طرف سے (آئی) ہے۔ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اِن آیات میں متقیوں کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ جو کچھ بھی خدا نے انہیں دیا ہے اسے وہ اپنی آخرت سنوارنے کی خاطر خدا ہی کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں سو گویا تقویٰ کا ایک اہم تقاضا یا متقی کی ایک نشانی انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ دنیوی زندگی کو سراسر کھیل اور بے حقیقت قرار دیتے ہوئے آخرت کی زندگی کو سنوارنے کی خاطر خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرنے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۗ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۗ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

(محمد آیات ۳۷ تا ۳۹)

یعنی یہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل اور غفلت کا سامان ہے۔ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو (اور تقویٰ کے ماتحت اپنے اموال خدا کی راہ میں خرچ کرو) تو اللہ تمہیں اِس کا اجر دے گا۔ وہ (اپنے لئے) تمہارے مال تم سے نہیں مانگتا۔ اگر وہ (تمہیں اجر دینے کے لئے) تمہارے مال تم سے مانگے اور تم سے (اِس پر) اصرار کرے۔ تو تم (نفاق کے پوشیدہ مادہ کے تحت اگر تم میں سے کسی میں ایسا مادہ ہے) بخل سے کام لے سکتے ہو (ایسی صورت میں) وہ ضرور تمہارے کینہ کو ظاہر کر دے گا۔ سُنو تم وہ لوگ ہو جن کو اِس لئے بُلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔ اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں۔ اور جو بھی بخل سے کام لے وہ اپنی جان پر ہی (ظلم کرتا ہوا) بخل سے کام لیتا ہے ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اَور قوم کو بدل کر لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (سُستی کرنے والے) نہیں ہوں گے۔

اِس میں اللہ تعالیٰ نے یہی باور کرایا ہے کہ دنیوی زندگی سے دل نہ لگانے اور دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کو سنوارنے کا طریق یہ ہے کہ ایک مومن تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے دنیا میں کمائے ہوئے اموال کو بے دریغ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا چلا جائے اِس طرح وہ لہو و لعب میں پھنسنے اور اپنی آخرت کو خراب کرنے سے محفوظ ہو جائے گا۔ پس انفاق فی سبیل اللہ وہ عملِ خیر ہے جس سے انسان کی آخرت سنورتی ہے اور وہ ورلی زندگی میں پیش آنے والے گڑھوں اور خندقوں میں گرنے سے بچ جاتا ہے۔

درخواستِ دعا

میرے والد محترم میجر ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ابن حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی مرحوم دل کے عارضہ سے عرصہ سے بیمار ہیں مگر ۳ فروری کی صبح کو ان پر سخت حملہ ہوا۔ دائیں طرف فالج ہو گیا ہے۔ زبان بند ہے اور نیم بیہوشی کے عالم میں ہیں۔ پشاور کے سی۔ ایم۔ ایچ میں علاج کے لئے داخل ہیں۔ تمام احمدی بھائی بہنوں سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین

(لیفٹیننٹ کرنل صفی الرحمٰن۔ پشاور چھاؤنی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روس کی اشتراکی پالیسی اور طرزِ عمل کے بعض متضاد پہلو

(ابن حسن جاوید)

گذشتہ مضمون (مطبوعہ الفضل ۲ر فروری ۱۹۷۴ء) میں ہم نے واضح کیا تھا کہ روس کی نظر میں سرمایہ دارانہ نظام (CAPITALISM) میں بعض ایسے تضادات پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے سرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی ناگزیر ہے۔ اس مضمون میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ خود روسی اشتراکیت بھی بعض ایسے تضادات کی حامل ہے کہ خود اس کی ناکامی بھی یقینی ہے۔

روس فی زمانہ سرمایہ دارانہ نظام میں پائے جانے والے تضادات نیز مغرب کے سرمایہ دار ملکوں میں پائی جانے والی صنعتی اور اقتصادی بے چینی سے فائدہ اٹھانے کی ایک ایسی پالیسی پر گامزن ہے جس کا مقصد نہ صرف اقتصادی بلکہ سیاسی اور فوجی نقطۂ نگاہ سے مغربی طاقتوں کو مسلسل زک پہنچانا اور انہیں دفاعی اعتبار سے کمزور بنانا ہے۔

چنانچہ اُس نے حال ہی میں امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کی حد سے بڑھی ہوئی اسرائیل نوازی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مشرقِ وسطیٰ میں ایسے حالات پیدا کرنے میں نمایاں حصہ لیا کہ عرب ممالک کو اسرائیلی جارحیت کے خلاف ایک اور دفاعی جنگ میں برسرِ پیکار ہو کر تیل کو بطور ہتھیار استعمال کرنا پڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی ممالک امریکہ کے ساتھ اپنے سیاسی اور فوجی روابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اقتصادی تباہی سے بچنے کی دوڑ دھوپ میں اُلجھ کر رہ گئے۔ اُن میں سے ہر ایک کی اس انفرادی تگ و دو اور جداگانہ طرزِ عمل کا ان کے اجتماعی تحفظ کے نظریہ اور اس کی عملی منصوبہ بندی پر مخالفانہ اثر پڑنا ایک قدرتی امر تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو روس اپنی حکمتِ عملی میں بہت حد تک کامیاب رہا اور مغربی طاقتوں کو اچھی خاصی زک اُٹھانا پڑی۔ اب روس کی دوسری کوشش یہ ہے کہ عرب اسرائیل تنازعہ پورے طور پر طے ہو یا نہ ہو نہر سویز کا مشرقی کنارا دوبارہ مصر کے قبضہ میں آنے کے بعد انتہائی اہمیت کی حامل یہ آبی شاہراہ جلد از جلد کھل جائے تاکہ اُس کے بحری بیڑے کے جہاز بحرِ ہند میں بسہولت آ جا سکیں۔

نظریے اور طرزِ عمل کا تضاد

ہر چند کہ روس اپنی اس حکمتِ عملی میں بڑی حد تک کامیاب ہے اور اس نے بالخصوص امریکہ کو ایک رنگ میں بے یار و مددگار بنا کر اسے ایک مشکل صورتِ حال سے دوچار کر چھوڑا ہے تاہم اس امر کا بظاہر امکان نہیں ہے کہ روس کو مغربی یورپ کے ممالک تو درکنار عالمی نقشہ پر اُبھرتی ہوئی تیسری دنیا (افریقہ اور ایشیا کے نوآزاد ترقی پذیر ممالک) ہی کی قیادت حاصل ہو سکے۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ دنیا بھر کے غریب عوام کے ساتھ زبانی ہمدردی اور ان کے حقوق کے تحفظ کی علمبرداری کے باوجود روس کے قول و فعل یعنی اس کے اشتراکی نظریہ اور طرزِ عمل میں زبردست تضاد پایا جاتا ہے۔ اس تضاد کی وجہ سے ہی دنیا کے چھوٹے اور ترقی پذیر ممالک میں روس کے اصل ارادوں سے متعلق شکوک و شبہات بڑھتے جا رہے ہیں۔ دُنیا میں اشتراکیت کی بڑھتی ہوئی رَو کے مدھم پڑنے میں قول و فعل کے تضاد پر مبنی روس کی اس دورُخی پالیسی کا بڑا دخل ہے۔ اگر روس میں رائج اشتراکی نظام اس قسم کے کھلے تضاد سے مُبرّا ہوتا تو کوئی عجب نہ تھا کہ مادہ پرستی کے موجودہ دور میں مادی فلاح و بہبود کے سبز باغ دُنیا کے پسماندہ عوام کے دل و دماغ پر کچھ اس طرح اثر انداز ہوتے کہ کمیونزم عالمی نقشہ پر اُبھرتی ہوئی تیسری دُنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتا چلا جاتا۔ یہی وجہ ہے اشتراکی روس اپنی حکمتِ عملی کے بل پر مغربی ملکوں کو زک پہنچانے میں کامیاب رہنے کے باوجود چھوٹی اقوام اور ان کے عوام کے دل جیتنے میں ناکام رہا ہے۔

تضاد کے تفصیلی جائزہ کی اہمیت

روس کے اشتراکی نظریے اور اس کے طرزِ عمل میں تضاد کا کسی قدر تفصیلی جائزہ اس لئے ضروری اور اہم ہے کہ اس سے دُنیا کی موجودہ صورتِ حال کو سمجھنے اور آئندہ اس میں رونما ہونے والی ممکنہ تبدیلیوں کا اندازہ لگانے میں بڑی مدد مل سکتی ہے لیکن اس تضاد کا جائزہ لینے سے قبل دو باتوں کو جاننا اور انہیں ذہن میں مستحضر رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل:۔ یہ کہ اشتراکی انقلاب سے قبل کے روس کو زاروں کی جابرانہ مطلق العنانی کے زمانہ میں ایک قدامت پسند سامراجی مملکت کی حیثیت حاصل تھی۔ ترقی کے میدان میں یورپی ممالک سے بہت پیچھے رہ جانے کے باوجود توسیع پسندی اور ہوسِ ملک گیری میں وہ یورپ کی ترقی یافتہ سامراجی طاقتوں سے پیچھے نہیں تھا بلکہ برطانیہ کے سوا باقی سب طاقتوں سے آگے تھا۔ زاروں کی توسیع پسندی کی پالیسی کے تحت اُس نے ایک ایک کر کے تمام ملحقہ ریاستوں پر زبردستی قبضہ کر کے چاروں اطراف میں اپنی حدود کو دُور دُور تک وسیع کر رکھا تھا۔

دوم:۔ یہ کہ اشتراکیت اُنیسویں صدی کے وسط میں سرمایہ دارانہ اور سامراجی نظام کے خلاف ایک نظریاتی بغاوت کے طور پر اُبھری تھی۔ اس میں سرمایہ داری اور اس کی کوکھ سے جنم لینے والی سامراجیت اور اسی طرح مطلق العنان بادشاہت اور اس کی قدیم انداز کی توسیع پسندی کے لئے سرے سے کوئی گنجائش نہ تھی۔ اسی لئے اس کے ابتدائی علمبرداروں یعنی کارل مارکس اور اینجلز نے سرمایہ داری ہی نہیں بلکہ سامراجیت اور توسیع پسندی کی بھی پُرزور مذمت کی اور ان کے خلاف پوری شدت کے ساتھ آواز اُٹھائی۔ چونکہ روس بھی اپنی تمام تر قدامت پسندی کے باوجود توسیع پسندی کی پالیسی پر گامزن تھا اس لئے کارل مارکس نے دیگر سامراجی طاقتوں کی طرح اسے بھی موردِ الزام ٹھہرایا اور لکھا ــــ روس پیٹر اعظم کے زمانہ سے توسیع پسندی میں مصروف ہے ــــ اسی طرح اینجلز نے روس کی توسیع پسندی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ــــ اگرچہ روس کی جارحانہ قوم پرستی بہت بہانہ ساز ہے تاہم میں کیتھرائن دوم کی فتوحات کو منصفانہ قرار نہیں دے سکتا اور نہ الیگزنڈر کی فتوحات کو منصفانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ فتوحات دوسرے ممالک پر جارحانہ غلبہ کی حیثیت رکھتی ہیں جس کی بنیاد ننگی جارحیت اور ڈاکہ زنی پر ہے۔

زبانی جمع خرچ

روس میں اشتراکی انقلاب کے ہیرو لینن کے لئے ضروری تھا کہ وہ سرمایہ داری اور سامراجیت کی مذمت کرتا کیونکہ اس کے بغیر روس میں اشتراکی نظام قائم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ اُس نے سامراجیت کو سرمایہ داری کی انتہائی ترقی یافتہ شکل اور اس کا ایک ناگزیر منطقی نتیجہ قرار دیا۔ اُس نے خاص اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس میں مغربی ملکوں کے سرمایہ دارانہ نظام کا تجزیہ کر کے ثابت کیا کہ کس طرح ان قوموں نے سرمایہ دارانہ نظام کے طفیل سامراجی اور استعماری طاقتوں کا رُوپ دھار کر دُنیا کے وسیع علاقوں کو اپنا مطیع و منقاد بنایا اور اس طرح رُوئے زمین پر بسنے والے انسانوں کی غالب اکثریت کو سیاسی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کے اقتصادی مفادات کو پامال کیا اور ان کے ذرائع پیداوار سے خود استفادہ کر کے انہیں مفلوک الحال بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ لینن نے اپنی اس کتاب میں سرمایہ داری کی علمبردار مغربی طاقتوں کو مطعون کرتے ہوئے روس پر حکومت کرنے والے زاروں پر بھی کڑی نکتہ چینی کی اور ان کی سامراجی ذہنیت کو بے نقاب کرنے کے لئے باقاعدہ اعداد و شمار درج کر کے ثابت کیا کہ انقلاب سے قبل روس، برطانیہ کے بعد دُنیا کی دوسری بڑی سامراجی طاقت تھا۔ اُس نے ایک کروڑ چوہتر لاکھ مربع کلومیٹر کا ملحقہ علاقہ اپنے قبضہ میں کر رکھا تھا اور اسے اپنی نوآبادیوں میں تبدیل کر چھوڑا تھا۔ یہ رقبہ فرانس، جرمنی، امریکہ اور جاپان کی نوآبادیوں کے مجموعی رقبہ سے بھی زیادہ تھا کیونکہ ان چاروں ملکوں کی نوآبادیوں کا مجموعی رقبہ ایک کروڑ اکتالیس لاکھ مربع کلومیٹر سے زیادہ نہ تھا۔

روس میں اشتراکی انقلاب کے بعد بھی اوائل میں انقلابی لیڈروں کی طرف سے زاروں کی سامراجی پالیسی کی مذمت کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء میں روس کے ایک معروف انقلابی لیڈر نے اپنے مضمون میں لکھا کہ زاروں نے روسی سرحدوں کے ملحقہ علاقوں میں جان بوجھ کر جاگیردارانہ ظلم و تشدد روا رکھا تاکہ وہاں کے عوام کو غلامی، جہالت اور پسماندگی کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جا سکے۔ انہوں نے عمداً ان میں سے بہترین علاقوں کو نوآبادیاں بنا کر انہیں روسی آبادکاروں کے حوالے کر دیا اور وہاں کے اصل باشندوں کو خراب ترین علاقوں میں دھکیل کر قومی دشمنی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنپنے کا موقع دیا، پھر انہوں نے مقبوضہ علاقوں میں مقامی سکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں کی حوصلہ شکنی کی اور ان کے دائرۂ کار کو محدود سے محدود تر کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تا کہ وہاں کے عوام ذہنی طور پر پسماندہ رہیں اور ترقی نہ کر سکیں۔

دُرخ کردار

اب چاہیئے تو یہ تھا کہ مارکس اور اینجلز کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر روس میں اشتراکی انقلاب زار کے اقتدار کا خاتمہ کرنے اور اشتراکیوں کو برسر اقتدار لانے کے بعد قازق، کرغیز، ترکستان، بشکیر، آذربائیجان، آرمینیا، جارجیا، یوکرائن، بیلوروس، مالڈویا اور دیگر ملحقہ ریاستوں پر زاروں کی ننگی جارحیت اور کھلی ڈاکہ زنی کا مداوا کر کے انہیں آزاد کر دیتا لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ زاروں کے خاتمہ کے باوجود انکی رائج کردہ استبدادیت اور استعماریت کا خاتمہ نہیں ہوا۔ زاروں کے اشتراکی جانشینوں نے ان تمام مقبوضہ علاقوں کے ذرائع پیداوار کو خود اپنے مصرف میں لانے کی خاطر نہ صرف انقلاب کے بعد انہیں آزاد نہیں کیا بلکہ آج ۵۷ سال گزرنے کے باوجود بھی یہ تمام علاقے روس ہی کے زیر تسلط اور زیر اثر ہیں اور وہاں کے کروڑوں عوام ابھی تک سیاسی آزادی اور حقیقی خود مختاری سے محروم چلے آ رہے ہیں۔

شروع شروع میں روس کے اشتراکی حاکموں نے یہی تاثر دیا کہ وہ ان مقبوضہ علاقوں کو آزاد کر کے زاروں کی استبدادیت کا خاتمہ کر دیں گے لیکن نیت یہی تھی کہ انہیں اشتراکیت کے نظریۂ حیات کے سانچہ میں ڈھال کر محض داخلی خود مختاری دے دی جائے اور خارجی امور اور دفاع میں انہیں اشتراکی روس کا تابع محمل بنا کر ان کے ذرائع پیداوار سے بالواسطہ فائدہ اُٹھایا اور اس طرح روسی معیشت اور دفاعی صلاحیت کو مضبوط سے مضبوط تر اور یکسر ناقابل تسخیر بنایا جائے۔ در پردہ نیت تو یہ تھی لیکن بظاہر راگ یہی الاپا کہ ہم تمام قوموں کے حق خود اختیاری اور مکمل آزادی کے علمبردار ہیں۔ چنانچہ لینن کے زمانۂ اقتدار میں "پراودا" میں ایک طویل مضمون شائع ہوا۔ اس میں مضمون نگار سٹالن نے زیر نگیں غیر روسی علاقوں کے متعلق اشتراکی حکومت کی پالیسی واضح کرتے ہوئے لکھا ــــــ

ہماری حکمت عملی کو چند الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے تمام علاقوں پر جن میں غیر روسی اقوام آباد ہیں ہر قسم کے دعوے اور حق سے دستبردار ہو جانا اور نہ صرف زبانی بلکہ عملی اعتبار سے ایسی تمام اقوام کے اس حق کو تسلیم کرنا کہ وہ آزاد و خود مختار مملکتوں کی حیثیت سے اپنی جداگانہ ہستی برقرار رکھنے کی مجاز ہیں ـــــــ

لیکن یہ سب محض دکھاوا تھا۔ اس سے مراد حقیقی آزادی اور حقیقی خود مختاری نہیں تھی بلکہ مقصد ان علاقوں کو بہر طور اپنے ہی زیر نگیں رکھنا تھا جس کا اظہار ایک روسی اشتراکی لیڈر کمیونسٹ انقلاب برپا ہونے سے بھی چار سال قبل ۱۹۱۳ء میں کر چکا تھا۔ اس وقت اس نے اپنے ایک مقالہ میں لکھا تھا کہ بلا شبہ خود مختاری قوموں کا ایک مسلّمہ حق ہے اور یہ انہیں یقیناً ملنا چاہیئے لیکن پرولتاریہ کے مفادات کی حفاظت بھی سوشل ڈیموکریٹس کا مسلّمہ حق ہے اور اس حق کو قوموں کے حق خود اختیاری پر فوقیت حاصل ہے۔ اگر کسی قوم کے حق خود اختیاری اور مزدور طبقہ کے برسر اقتدار آنے کے حق میں تصادم ہو جائے تو لازماً اُس قوم کے حق خود اختیاری کی پرواہ کئے بغیر فوجی مداخلت کے ذریعہ مزدور طبقہ کو برسر اقتدار لا کر انہیں اپنی آمریت قائم کرنے کا حق دلانا ناگزیر ہو گا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کوئی قوم صرف اُس وقت ہی اپنا حق خود اختیاری استعمال کرنے کی مجاز ہے جب وہ کثرت رائے سے پرولتاریہ کی آمریت کے حق میں اپنی رائے کا اظہار کرے بصورت دیگر اس کا حق خود اختیاری خود بخود سلب ہو جاتا ہے اور ایک اقلیتی مزدور طبقہ کے حق میں فوجی مداخلت ناگزیر بن جاتی ہے۔ ظاہر ہے اشتراکی نظریۂ حیات کی رُو سے قوموں کا حق خود اختیاری محض ایک ڈھونگ ہے اصل چیز ہر قیمت پر پرولتاریہ کی آمریت کا قیام ہے۔ اس آمریت کے قیام کے مطالبہ کو اکثریت کی حمایت حاصل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اس کا قیام بہرحال ضروری ہے۔

چنانچہ جب روس میں اشتراکی انقلاب کے بعد اُن ریاستوں اور علاقوں کی آزادی کا سوال پیدا ہوا جنہیں زاروں نے ننگی جارحیت کے ذریعہ فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا تو روس کے اشتراکی حاکموں نے شروع میں یہی کہا کہ ان سب علاقوں کو حق خود اختیاری دیا جائے گا لیکن بعد ازاں پہلے سے طے شدہ پالیسی کے ماتحت اس حق کے استعمال کو ایک خاص شرط کے ساتھ مشروط کر کے فی الاصل کسی بھی مقبوضہ ریاست کو آزاد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ "پراودا" کی ۱۰، اکتوبر ۱۹۲۰ء کی اشاعت میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں یہ کہا گیا کہ ــــــ بلاشبہ یہ تو صحیح ہے کہ روس کے سرحدی علاقے اور وہ قومیں اور قبائل جو ان علاقوں میں آباد ہیں دُنیا کی دوسری قوموں کی طرح انہیں یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو روس سے الگ ہو جائیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ اگر ان میں سے کوئی قوم کثرت رائے سے روس سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کرے تو روس اسکے اس مطالبہ کو منظور کرنے کا پابند ہو گا لیکن یہ بھی اپنی جگہ ضروری ہے کہ یہ منظوری وہاں کے مزدور طبقہ کے مفادات کے تقاضوں کے منافی نہ ہو کیونکہ جب بھی کسی علاقہ کے حق خود اختیاری اور آزادی کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا اس سے وہاں کے مزدور طبقہ کے مفادات پر تو زد نہیں پڑتی۔ اگر پڑتی ہو تو کمیونسٹ پارٹی کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ رائے عامہ کو اپنے حق میں بدلنے کے لئے حسب موقع مہم جوئی کا آغاز کرے۔ اگر انقلاب کے موجودہ مرحلہ میں ہی جس میں سے ہم گزر رہے ہیں رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کئے بغیر سرحدی علاقوں کی علیحدگی کے مطالبہ کو مان لیا جائے تو یہ اشتراکی انقلاب کے بالمقابل جوابی انقلاب کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا جس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ــــــ اب اس کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ ان مقبوضہ علاقوں کو خود اختیاری کا حق استعمال کرنے اور روس سے علیحدہ ہونے کی اُس وقت تک اجازت نہیں دی جائے گی جب تک کہ ہم وہاں علیحدگی کے خلاف مہم چلا کر رائے عامہ کو علیحدگی کے مطالبہ سے ہی دستبردار ہونے پر مجبور نہ کر دیں۔

اشتراکیوں کا سامراجی رُوپ

دراصل بات یہ ہے کہ ان غیر علاقوں پر زبردستی قبضہ جمانے والے زاروں کو سامراج کا مجرم گردانے والے روس کے اشتراکی حاکم، ذہنیت کے اعتبار سے خود سامراجی بن چکے تھے اور وہ ان غیر قوموں کے ہتھیائے ہوئے علاقوں کو آزاد کر کے ان کے وسائل پیداوار سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ ان وسائل پیداوار سے اسی طرح خود فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے جس طرح زار اپنے زمانۂ اقتدار میں ان سے فائدہ اُٹھاتے رہے تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء کے اُس مضمون میں جس کا حوالہ اُوپر آ چکا ہے مضمون نگار اشتراکی انقلابیوں کے اِن سامراجی عزائم کو پورے طور پر چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکا اس نے بہت کچھ ہیر پھیر کے بعد اپنے اس مضمون میں لکھا ــــــ

روس میں سالہا سال کی خانہ جنگی اور انقلاب سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ جب تک مرکزی روس اور اُس کے سرحدی علاقے (یعنی زاروں کے جارحیت سے کئے ہتھیائے ہوئے غیر روسی اقوام کے علاقے) ایک دوسرے کو سہارا نہ دیں اشتراکی انقلاب کا کامیابی سے ہمکنار ہونا اور روس کا سامراجی طاقتوں کے شکنجے سے رہائی پانا ممکن نہیں ہے۔ عالمی انقلاب کا گڑھ یعنی مرکزی روس سرحدی علاقوں کی امداد کے بغیر ایک خود کفیل انقلابی طاقت کی حیثیت سے اپنی ہستی کو برقرار نہیں رکھ سکتا کیونکہ یہ سرحدی علاقے خام مال، ایندھن اور خوراک کی دولت سے بھرپور معمور ہیں ــــــ

اس بیان کی موجودگی میں یہ امر کسی مزید دلیل کا محتاج نہیں رہتا کہ فی الواقعہ اشتراکی روس کی نظریں ملحقہ ریاستوں اور ان کے پیداواری وسائل پر تھیں نہ کہ وہاں کے عوام کے مفادات پر۔ اب اس کا نام سامراجیت نہیں تو اور کیا ہے۔ روس کے زار جس پالیسی پر گامزن تھے وہ جابرانہ مطلق العنانی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی سامراجیت کی آئینہ دار تھی اور روس میں انقلاب لانے والے اشتراکی لیڈر اشتراکی انداز کی داخلی خود مختاری کی آڑ میں اشتراکی سامراجیت کے علمبردار تھے۔ اس لحاظ سے سامراجیت سے دامن ان کا بھی پاک نظر نہیں آتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زاروں کو سامراجیت کی بناء پر مطعون کرنے والے اشتراکی انقلابیوں نے روس میں برسر اقتدار آنے کے بعد زاروں کے ہتھیائے ہوئے علاقوں کو آزاد کرنا بھلا دیا۔ انہوں نے ان علاقوں میں آباد غیر روسی اقوام کو اشتراکی فلسفہ کے ساتھ وفاداری کی شرط پر ایک حد تک داخلی خود مختاری تو دے دی لیکن ان کے خارجی اور دفاعی معاملات نیز ان کے وسائل پیداوار پر اپنا کنٹرول اور تصرف بدستور برقرار رکھا اور نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود وہ کنٹرول اور تصرف آج بھی اُسی طرح قائم ہے۔

سامراجی عزائم کی وسعت پذیری

روس اوّل دن سے ہی "سوشل سامراج" کی پالیسی پر گامزن ہے "سوشل سامراج" سے مراد وہ سامراج ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسے اشتراکیت کے پردہ میں پروان پڑھایا جاتا ہے۔ انقلابی جدّوجہد کے زمانہ میں لینن نے جرمنی کے "سوشل ڈیموکریٹس" کو "سوشل سامراجی" قرار دیا تھا اور کہا تھا "سوشل سامراجی" وہ ہوتے ہیں جو زبانی دعوے کی حد تک تو اشتراکی ہوں لیکن عمل سرتاسر سامراجی ذہنیت کا آئینہ دار ہو۔ اُس نے اِس بناء پر جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹس کی مذمّت کی تھی اور انہیں حقیقی اشتراکی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن خود اس کے اپنے جانشین سوشل سامراج کے علمبردار بنے بغیر نہ رہے۔ انہوں نے نہ صرف روس کے ملحقہ علاقوں پر اپنا قبضہ و تصرّف برقرار رکھا بلکہ وہ ان سے آگے بھی نظریں اُٹھائے بغیر نہ رہے۔ چنانچہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد مشرقی یورپ کے جن ممالک پر انہیں فوجی قبضہ و تصرّف حاصل ہؤا انہیں بھی انہوں نے سوشل سامراج کے شکنجے میں جکڑ کر رکھ دیا۔ آج بھی پولینڈ، ہنگری، چیکوسلواکیہ اور مشرقی جرمنی وغیرہ میں انہوں نے اپنے فوجی قبضہ کے زیرِ اثر اشتراکیوں کی کٹھ پتلی حکومتیں قائم کر رکھی ہیں اور وہاں عوامی تحریکوں کو فوجی طاقت کے بَل پر کچلنا ان کا آئے دن کا وطیرہ ہے۔ روسی فوجیں جہاں بھی ایک دفعہ داخل ہوئی ہیں وہاں سے اوّل تو نکلنے کا نام نہیں لیتیں اور اگر نکلتی بھی ہیں تو اپنی کٹھ پتلی اشتراکی حکومتوں کا ڈولتا ہؤا اقتدار پھر بحال کر دینے کی خاطر واپس آ دھمکنے کی نیّت سے ہی نکلتی ہیں۔ چنانچہ مشرقی یورپ کے بیشتر ممالک میں وہ اشتراکی حکومتوں کے خلاف عوامی تحریکوں کو دبانے کے لئے کہیں اپنی کٹھ پتلی حکومتوں کی درخواست پر اور کہیں ان کی مخالفت کے علی الرغم واپس آئیں اور انہوں نے اشتراکی ٹولہ کے ڈولتے ہوئے اقتدار کو پھر بحال کر دکھایا۔

روس سوشلسٹ چین کے ساتھ بھی اپنے مخصوص "سوشل سامراج" کے مطابق وہی سلوک روا رکھنے کا متمنّی تھا جو اُس نے مشرقی یورپ کے چھوٹے چھوٹے ممالک کے ساتھ روا رکھ کر انہیں اپنا مطیع و منقاد بنا رکھا ہے۔ سوشلسٹ چین کے ستّر کروڑ عوام چیئرمین ماؤ کی قیادت میں روسی ساخت کے سوشل سامراج کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور وہاں روس کی کچھ پیش نہیں جا سکی۔ اب اُس نے چین کے بعض علاقوں کو جنہیں کسی زمانہ میں زاروں نے اپنی ہوسِ مُلک گیری کی تسکین کی خاطر ہتھیا لیا تھا اور وہ اس پر قبضہ برقرار نہ رکھ سکے تھے روسی علاقہ قرار دے کر اور اس پر اپنا دعوٰی جتا کر چین کی سرحد پر فوجیں جمع کر رکھی ہیں اور اِس طرح ایک سوشلسٹ ملک ایک اشتراکی ملک کی توسیع پسندی کے خلاف اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہے۔ اشتراکی روس کے قول و فعل میں اِس زبردست تضاد نے چھوٹے اور ترقی پذیر ملکوں کو چوکنّا کر کے رکھ دیا ہے۔

"تلافیٔ مافات"

بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ روس کے اشتراکی نظریئے اور طرزِ عمل میں پائے جانے والے تضاد نے ایک نیا رُخ اختیار کر کے دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ روس کے اشتراکی حاکموں نے ملحقہ علاقوں پر اپنے قبضہ کو جائز قرار دینے کے لئے اُن زاروں کی مدح سرائی شروع کر دی ہے جنہوں نے اولاً ان علاقوں پر فوج کشی کر کے زبردستی قبضہ جمایا تھا حالانکہ زاروں کی اِس توسیع پسندی کو سامراجیت سے تعبیر کر کے انہیں مجرم گردانتے میں مارکس، اینجلز اور خود لینن نے اپنا پورا زور صرف کر ڈالا تھا۔ وہ زار جو پہلے معتوب تھے اور جو روسی اشتراکیوں کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے آج انہیں روسی قوم کا محسن قرار دیا جا رہا ہے اور اِس طرح قول و فعل میں انتہائی خطرناک تضاد کی پرواہ کئے بغیر تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اِس ضمن میں "عظیم سوویت انسائیکلوپیڈیا" کے جدید ایڈیشنوں میں بتدریج ترمیم کی گئی ہے۔ تاریخِ روس کو از سرِ نو مرتب کر کے اُس میں یہ تأثر بڑی احتیاط سے سمویا گیا ہے کہ زاروں نے ملحقہ ریاستوں پر قبضہ کر کے وہاں کے عوام کو مغربی سامراجیت کا شکار ہونے سے بچایا اور اِس طرح ان پر احسانِ عظیم کیا۔ چنانچہ تاریخِ روس کا ۱۹۶۰ء میں شائع ہونے والا ایڈیشن اِس پر شاہد ناطق ہے۔ اِسی طرح ایک جدید تاریخِ چین بھی مرتب کی گئی ہے اُس میں بھی اِسی قسم کے گُل کھلائے گئے ہیں۔ اِن کتابوں میں غیر علاقوں پر ناجائز قبضوں کی بناء پر زاروں کی مدح سرائی عجیب "تلافیٔ مافات" ہے۔ انہیں مطعون کرنے اور ان کے صدیوں پرانے اقتدار کا خاتمہ کرنے کے بعد اب انہیں روسی قوم کا محسن اور ہیرو قرار دیا جا رہا ہے لیکن اِس پر وہی مثل صادق آتی ہے سه

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ذیل میں اِس تضاد بیانی کی بعض مثالیں درج کی جاتی ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ روسی اشتراکی پہلے کیا کہا کرتے تھے اور اب کیا کہہ رہے ہیں :-

(۱) جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کارل مارکس نے کہا تھا روس پیٹرِ اعظم کے زمانہ سے توسیع پسندی میں مصروف ہے۔ اِسی طرح اینجلز نے روس کی جارحانہ قوم پرستی کی مذمّت کرتے ہوئے کیتھرائن دوم اور الیگزنڈر کی فتوحات کو سراسر غیر منصفانہ قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ ان فتوحات کی بنیاد ننگی جارحیّت اور ڈاکہ زنی پر ہے۔ نیز لینن نے متعدّد بار اِس امر کی نشاندہی کی تھی کہ زاروں کا روس عوام کی جیل ہے جس نے اقوام پر تسلّط جمانے کا ریکارڈ قائم کر دکھایا ہے۔ اِس کے بالمقابل "تاریخِ روس" مطبوعہ ۱۹۶۰ء میں زاروں کی جارحیّت اور توسیع پسندی کا دفاع کرتے ہوئے مؤرّخ نے لکھا ہے کہ وسطی ایشیا میں روسی حملہ کا مقصد مشرقِ وسطیٰ اور مشرقِ قریب میں برطانیہ کی توسیع پسندی کو روکنا تھا۔ اِسی طرح عظیم سوویت انسائیکلوپیڈیا کی جلد ۱۲ کے حالیہ ایڈیشن میں درج ہے کہ کرغازیہ کو زار شاہی کا ممنون ہونا چاہیئے کیونکہ زاروں نے کرغازیہ کے کچلے ہوئے عوام کو خوقند خاں کے جاگیرداروں کے مظالم اور دیگر پسماندہ مشرقی ممالک کی غلامی اور برطانیہ کی توسیع پسندی سے بچایا۔

الغرض زمانۂ حال کے روسی اخبارات اور دیگر اشاعتی ادارے یہ دعوٰی کرتے نہیں تھکتے کہ قازق، کرغیز، ترکستان، بشکیر، آذربائیجان، آرمینیا، جارجیا، یوکرائن، بیلوروس، مالڈویا اور دیگر ریاستوں کے عوام اپنی رضامندی سے روسی مملکت میں شامل ہوئے تھے اور زاروں کا ان پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے انہیں وہاں جاگیرداروں کے جابرانہ تسلّط اور برطانیہ کی توسیع پسندی سے نجات دلائی۔

(۲) زاروں کے روس نے معاہدۂ گلستان اور معاہدۂ ترکمانچی کے تحت نہ صرف یہ کہ ایران کے متعدد ضلعوں پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ ایران کو بحیرۂ کیسپئن کے ساتھ ساتھ سمندری نقل و حمل سے بھی باز رکھا تھا۔ اِس پر مارکس نے کہا تھا روس نے ایران پر دست اندازی کی ہے۔ اور اینجلز نے اِس رائے کا اظہار کیا تھا کہ معاہدۂ ترکمانچی نے ایران کو روس کا محتاج بنا دیا ہے۔ اِسی طرح "عظیم سوویت انسائیکلوپیڈیا" جلد ۴۹ کے ایڈیشن ۱۹۴۱ء میں روس اور ایران کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے جو نوٹ دیا گیا اس کا لُبِّ لباب یہ تھا کہ روس اور ایران کے درمیان تعلقات میں کشیدگی زاروں کے عہدِ حکومت سے چلی آ رہی ہے۔ اِس کشیدگی کی وجہ زاروں کی توسیع پسندی اور ایران پر روس کی چڑھائی تھی۔ نیز معاہدۂ گلستان اور معاہدۂ ترکمانچی کو نامنصفانہ گردان کر انہیں ایران پر زارشاہی کی نوآبادیاتی پالیسی کا پرتو قرار دیا گیا۔

برخلاف اِس کے اب جو روس میں "تاریخِ عالم" شائع ہوئی ہے اس میں روس اور ایران کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے ایران کو روس پر حملہ آور قرار دیا گیا ہے۔ نیز معاہدۂ گلستان اور معاہدۂ ترکمانچی کے متعلق لکھا ہے کہ یہ دونوں معاہدے باہمی مفاد کے حامل تھے کیونکہ ان سے دونوں ممالک کے درمیان آزادانہ تجارت سے طرفین کے تاجروں کو فائدہ پہنچا نیز ایرانی علاقہ پر روسی قبضہ کے ضمن میں تأثر یہ دیا گیا ہے کہ یہ رضاکارانہ الحاق تھا۔

(۳) زاروں کے روس کی چین کے متعلق پالیسی کوئی سربستہ راز نہیں ہے۔ یہ کھلی ہوئی کتاب کی طرح سب کے سامنے ہے۔ خود مارکس نے اِس کے بارہ میں کہا تھا زار الیکسی مائیکلووچ کے دورِ حکومت سے نکولس تک روس اِس علاقہ (کنہہ گن پہاڑوں کے وسیع تر جنوبی چینی علاقے) پر قبضہ کرنے کی متواتر کوشش کرتا رہا ہے اور یہ زاروں کی مجرمانہ پالیسی تھی۔

اِس کے بالمقابل حال ہی میں رُوس کی طرف سے جو "چین کی جدید تاریخ" شائع ہوئی ہے اُس میں چین سے متعلق زاروں کی پالیسی کو سراہا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ روس نے مغربی طاقتوں کے برعکس چین کے بارہ میں ایک علیحدہ پالیسی اختیار کی جس کا مقصد چین کے ساتھ اچھے ہمسایوں جیسے تعلقات قائم کرنا تھا اور یہ کہ زار حکومت نے چین پر اپنے سمجھوتے مسلّط نہیں کئے اور نہ ہی اُس نے ۱۸۶۰ء کے بعد ہونے والے سمجھوتوں سے انحراف کیا۔ اِسی طرح "تاریخِ روس" مطبوعہ ۱۹۶۰ء میں بھی چین کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بارہ میں زاروں کی پالیسی کا کھل کر دفاع کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے معاہدۂ ایگن اور معاہدۂ پیکنگ کے بعد چین کے بارہ میں زاروں کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، یہ پالیسی امن کی بنیاد پر استوار کی گئی تھی۔

اِن مثالوں سے جو بطور مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتی ہیں واضح ہو جاتا ہے کہ اشتراکی روس کے نقطۂ نظر میں ایک زبردست تبدیلی آچکی ہے۔ زاروں کے دورِ حکومت میں کیڑے ڈالنے کی ابتدائی پالیسی ترک کرنے کے بعد اب وہ ان کی تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں۔ کیا اِس لئے کہ برسرِ اقتدار آنے کے بعد سے اُن کا اپنا طرزِ عمل زاروں کے طرزِ عمل سے چنداں مختلف نہیں ہے؟ اِس سے اشتراکی روس کے قول و فعل میں تضاد کا ایک اور پہلو نمایاں ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

نتائج و عواقب

یہ ایک حقیقت ہے اور ناقابلِ تردید حقیقت کہ مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام خطرناک تضادات کا حامل ہے یہی وجہ ہے کہ سرمایہ داری اب دم توڑ رہی ہے۔ روس اِن تضادات سے فائدہ اُٹھا کر اور مغرب کے سرمایہ دار ملکوں کے لئے نت نئی مشکلات پیدا کر کے سیاسی اور فوجی نقطۂ نگاہ سے انہیں زک پر زک پہنچاتا چلا آرہا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روس سرمایہ دارانہ نظام سے فائدہ اُٹھا کر دُنیا پر چھانے اور اسے اپنا مطیع و منقاد بنانے میں کامیاب ہو جائے گا اور اُس کے اِس موہوم غلبہ کی وجہ سے دُنیا امن و آشتی اور خوشحالی و فارغ البالی کے گہوارہ میں بدل جائے گی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ خود روس کے اشتراکی نظریہ اور طرزِ عمل میں خطرناک قسم کے تضادات موجود ہیں جو دن بدن سنگین سے سنگین تر ہوتے جارہے ہیں۔ تضادات کا حامل کوئی بھی نظام کبھی حقیقی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ اِسی وجہ سے دُنیا میں مغربی سرمایہ داری اور روسی اشتراکیت ہر دو سے نفرت بڑھتی جارہی ہے۔ اِن دونوں کے بارہ میں دیگر اقوام کے شکوک و شبہات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور تذبذب اور بے یقینی مسلسل بڑھتی جارہی ہے۔ دُنیا میں سیاسی سطح پر پائی جانے والی موجودہ بے چینی اِسی تذبذب اور بے یقینی ہی کی پیداوار ہے۔

جو نظام بھی تضادات سے مُبرّا ہوتے ہوئے اِس تذبذب اور بے یقینی اور اس کے نتیجہ میں رُونما ہونیوالی بے چینی کو دُور کر دکھائے گا وہی دُنیا میں غالب آنے کا مستحق ثابت ہو گا اور وہی قائم و دائم رہے گا باقی سب نظام اپنی موت آپ مرجائیں گے۔

"صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ"

احباب تین باتیں یاد رکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعہائے بیرون کی تربیت اور اشاعتِ اسلام کے کام کو تیز سے تیز تر کرنے اور غلبۂ اسلام کے دن قریب سے قریب تر لانے کے لئے جس عظیم مہم کا آغاز فرمایا تھا مخلصینِ جماعت اس ضمن میں تین باتیں یاد رکھیں:۔

اوّل:۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے وعدہ جات براہِ راست حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مجلس مشاورت سے قبل (جو مارچ ۱۹۷۴ء کے آخری ہفتہ میں ہو رہی ہے) بھجوا دیئے جائیں۔

دوم:۔ وعدہ جات بھجواتے وقت صرف موجودہ آمد ہی کو مدِّ نظر نہ رکھا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اور اسی کے بھروسے پر آئندہ سولہ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو جن حسنات سے نوازنے والا ہے اور آپ پر جو بے انتہاء فضل اور رحمتیں نازل فرمائے گا اور آپکی آمدنیوں میں آپ کی اُمّید سے کہیں بڑھ کر برکتیں دے گا انہیں بھی مدِّ نظر رکھ کر وعدہ بھجوایا جائے۔

سوم:۔ اِس سلسلہ میں نقد رقوم اور چیک اِس ہدایت کے ساتھ کہ یہ رقم "صد سالہ احمدیّہ جوبلی فنڈ" کی مد میں داخل کی جائے براہِ راست افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے نام بھجوائی جائیں۔

جماعتِ احمدیہ کی مجلس مشاورت

اُمراءِ اضلاع کی خدمت میں ضروری گذارش

جیسا کہ قبل ازیں الفضل میں اعلان کیا جا چکا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال مجلس مشاورت انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹-۳۰-۳۱ امان ۱۳۵۳ ہش / مارچ ۱۹۷۴ء بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار منعقد ہوگی۔

(۱) جماعتیں حسبِ قاعدہ شوریٰ میں پیش کرنے کے لئے تجاویز ۲۰ فروری تک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دیں۔

(۲) امراءِ اضلاع کی خدمت میں درخواست ہے کہ ۱۳۵۳ ہش / ۱۹۷۴ء کی مشاورت کے لئے ان کی طرف سے جن جماعتوں کو نمائندگی کا حق دیا جا رہا ہے ان کی اطلاع ۲۸ فروری تک اور نمائندگانِ شوریٰ کی اطلاعات حسبِ قاعدہ ۱۰ مارچ تک بھجوا کر ممنون فرماویں۔ وقت کی پابندی ضروری ہے۔

احبابِ جماعت شوریٰ کے لئے جو تجاویز بھجوائیں وہ مقامی جماعت کے اجلاسِ عام میں پیش ہو کر اور جماعت کی اکثریت کی رائے سے پاس ہو کر امیر صاحب یا صدر صاحب کی وساطت سے آنی چاہئیں۔

(۳) نمائندگانِ مشاورت کی اطلاعات امیر صاحب ضلع کی وساطت سے آنی چاہئیں۔ امراءِ اضلاع اِس امر کا اہتمام فرماویں کہ جماعتوں میں نمائندگان کا انتخاب باقاعدہ طور پر ہو اور ان کے ضلع کے نمائندگان کی اطلاعات ان کی وساطت اور ان کی تصدیق سے دفتر ہذا میں آئیں۔

(۴) مجلس مشاورت منعقدہ مارچ ۱۹۷۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ:۔

"۲۵ فیصد ایسے متبادل دوست رکھے جائیں جو زائر کی حیثیت میں یہاں آئیں غیر حاضر نمائندگان کی جگہ ان زائرین میں سے انتخاب کر کے تعداد پوری کر لی جائے۔"

ازراہِ کرم امراءِ اضلاع اِس فیصلہ کو بھی ملحوظ رکھیں اور ایسے احباب کے اسماء بھی مقررہ تاریخ تک بھجوا دیں۔

نوٹ:۔ نمائندگانِ شوریٰ کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ وہ لازمی چندوں کے بقایا دار نہ ہوں اور شعائرِ اسلامی کے پابند ہوں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انصار اللہ اور سائیکل سواری

ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے احسانات میں سے یہ بھی ایک عظیم احسان ہے کہ انصار کو دو حصوں میں یعنی صف اوّل و صف دوم میں تقسیم فرما کر انصار بھائیوں کے ذہنوں کو جلاء اور دونوں کو اُمنگ اور ہمتوں کو رفعت بخشی ہے۔

کسی غلط فہمی کی بناء پر انصار میں یہ ناقص خیال گھر کر رہا تھا کہ انسان چالیس سال کے بعد محنت مشقت اور جسمانی مجاہدہ کے لائق نہیں رہتا یا کم از کم وہ اس پوزیشن میں ہوتا ہے۔ اِس قسم کے کاموں میں اسے دعوت نہیں دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سالانہ اجتماع انصار اللہ پر اس غلط فہمی کو یکسر دُور فرما دیا۔ سو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انصار بھائیوں میں بھی زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے اور سائیکل سواری کے مجاہدہ میں وہ ذوق و شوق سے حصہ لینے لگ پڑے ہیں۔ حال ہی میں میرے ساتھ ایک وفد نے سائیکل کا دورہ کیا جس میں ایک صاحب اڑسٹھ سال کے تھے۔

سائیکل سواری صرف ایک مجاہدہ ہی نہیں بلکہ اس کے نتیجہ میں بے شمار لوگ اس خوشی سے مالا مال ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی پُرسانِ حال ہے۔ بے شمار لوگوں تک بغیر کسی بھاری خرچ کے پیغام حق پہنچانے کا یہ ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ پس سائیکل سفر کی جو سکیم ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جاری فرمائی ہے اس میں صف دوم کے انصار اپنے خدام بھائیوں کے دوش بدوش بھرپور حصہ لیں بلکہ ایک موقع پر عاجز نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ کیا صف اوّل کے انصار بھی سائیکل سفر میں شامل ہونا چاہیں تو ان کی خدمات قبول کر لی جائیں تو حضور انور نے فرمایا "ضرور"۔ پس صف دوم کے انصار تو اپنی عمر کے لحاظ سے بہرحال مکلّف ہیں صف اوّل کے انصار بھی اگر رضا کارانہ طور پر شامل ہونا چاہیں تو انہیں ضرور شامل کر لیا جائے۔

حرفِ آخر کے طور پر یہ یاد دلا دینا مزید تحریک کا باعث ہوگا کہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلی جنگ جو حق و باطل میں ایک فیصلہ کُن معرکہ تھا ایسی عمر میں پیش آئی جب آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم ۵۳، ۵۴ سال کے تھے۔ دست بدست جنگ میں اور پھر ایسے فریق میں شامل ہو کر جنگ میں حصہ لینا جو دنیوی سازو سامان اور تعداد کے اعتبار سے دشمن سے کہیں کم تھا کس قدر جان جوکھوں کا کام اور ہمتِ مردانہ کا متقاضی تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آنحضرتؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیقِ سعید بخشے۔

جملہ مجالس انصار اللہ کو چاہیئے کہ وہ ہر ماہ اپنی مساعی کی رپورٹ مجلس مرکزیہ میں بھجواتے رہیں۔

(نائب صدر مجلس انصار اللہ۔ (صف دوم))

تحریکِ جدید کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:۔

"ہمیں دفتر دوم اور دفتر سوم کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے اور ان کے معیار کو بلند کرنا چاہیئے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ جماعت انشاء اللہ اِس سال سات لاکھ نوّے ہزار (۷,۹۰,۰۰۰/-) کے ٹارگٹ تک پہنچ جائے گی"۔

تمام افرادِ جماعت اور جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی اِس خواہش کو جلد از جلد پورا کرنے کی سعئ بلیغ فرماویں تا غلبۂ اسلام کا وعدہ پورا ہو۔

(وکیل المال اوّل تحریکِ جدید)

درخواستِ دُعا

میرے بڑے بھائی واجد بشیر احمد صاحب مظفر آف کراچی آجکل بعارضہ دل شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احبابِ جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ اور درازئ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(اہلیہ چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مرحوم دار الرحمت غربی ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ کی طرف فوری توجہ فرمائیں

مالی سال کے ختم ہونے میں صرف دو ماہ کا عرصہ باقی ہے

احباب کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو جاتا ہے لیکن اب تک کے اعداد و شمار کے مطابق ابھی چندہ جلسہ سالانہ کی فراہمی میں بہت زیادہ کمی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اِس بارے میں بارہا توجہ دلا چکے ہیں کہ جلسہ کے اخراجات کو بروقت پورا کرنا احبابِ جماعت کا اوّلین فرض ہے۔ نہ صرف اِس لئے کہ یہ چندہ لازمی ہے بلکہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ اور حضرت بانئ سلسلہ خود اِس طرف احباب کو تاکیدی توجہ دلا چکے ہیں۔ پھر اِس لئے بھی کہ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے حد برکات کا موجب ہوتا ہے۔ پس شکر گزاری کے طور پر بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ذمّہ داری کو ادا کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"۔۔ ان شکرتم لازیدنکم کی رُو سے آپ جتنی زیادہ تسبیح و تحمید کریں گے اور اپنے محسن حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جتنا درود پڑھیں گے اتنے ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔۔۔ اس کی جو برکات ہمارے لئے مقدر ہیں اور ان برکات کے حصول کے لئے جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ قربانیاں کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین"۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۳ء)

پس عہدیدار اصحاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشاد کو پیشِ نظر رکھ کر چندہ جلسہ سالانہ کی فراہمی کی طرف فوری توجہ مبذول فرماویں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

دُعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ ۱۴ر جنوری ۱۹۷۴ء کی شب گیارہ بجے قریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

مرحومہ نے ۱۹۰۱ء میں بیعت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی کی۔ بڑی نیک، منکسر المزاج اور سادہ طبیعت ہونے کے علاوہ تہجد گزار اور خدا ترس تھیں۔

۱۵ر جنوری کو نماز ظہر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نماز جنازہ پڑھائی اور اسی دن بہشتی مقبرہ میں قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب کرام سے استدعا ہے کہ مرحومہ کے بلندئ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد یوسف بر مکان ماسٹر بشارت احمد صاحب دار العلوم غربی ربوہ)

ولادت

مکرم چوہدری محمد یحیٰی مقبول صاحب جھنگ سٹی کو اللہ تعالیٰ نے سات لڑکیوں کے بعد مورخہ ۴ر فروری ۱۹۷۴ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچے کی عمر دراز کرے۔ خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(جمال الدین احمد ایجنٹ روزنامہ الفضل جھنگ صدر)

مجالس ہفتہ وصولی کی رپورٹ بھجوائیں

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ نے مرکز کی ہدایت کے مطابق یکم تبلیغ تا ۷ر تبلیغ ۱۳۵۳ ہش / یکم فروری تا ۷ر فروری ۱۹۷۴ء ہفتہ وصولی منایا ہوگا۔ ہفتہ وصولی کی رپورٹ اور وصول شدہ چندہ فوری طور پر مرکز کو ارسال فرماویں۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعبہ صحتِ جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام

ربوہ میں تیسرے کامیاب گھوڑدوڑ ٹورنامنٹ کا انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی تشریف آوری اور اپنے دستِ مبارک سے انعامات کی تقسیم

ربوہ ـــــ ۱۵-۱۶-۱۷ تبلیغ ۱۳۵۳ ہش (مطابق ۱۵-۱۶-۱۷ فروری ۱۹۷۴ء) بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ صحت جسمانی کے زیرِ اہتمام گھوڑدوڑ کا تیسرا نہایت کامیاب ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ ۱۵ فروری کو بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بنفسِ نفیس تشریف لاکر ٹورنامنٹ کا افتتاح فرمایا۔ دوسرے روز بھی حضور ٹورنامنٹ میں تشریف لائے اور تیسرے روز کی اختتامی تقریب بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں حضور نے نیزہ بازی کے انفرادی و اجتماعی فائنل مقابلہ جات ملاحظہ فرمائے۔ خدام کو قیمتی ہدایات سے نوازا اور پھر اپنے دستِ مبارک سے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے اصحاب کو انعامات عطا فرمائے۔ بالآخر اجتماعی دعا کے ساتھ یہ ٹورنامنٹ نہایت کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

واضح رہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کو گھوڑوں کی پرورش اور ان کی نگہداشت کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے اور بطور پیشگوئی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ تاقیامت امتِ مسلمہ کے لئے خیر و برکت وابستہ رہے گی (بخاری کتاب الجہاد)۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے انہی پُر حکمت اور مبارک ارشادات کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ذی استطاعت احباب کو اچھی نسل کے گھوڑے پالنے کی خصوصی تحریک فرمائی ہے۔ اسی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ٹورنامنٹ منعقد کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس دفعہ اس ٹورنامنٹ میں ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے ۱۰۵ گھوڑے شامل ہوئے جبکہ گذشتہ ٹورنامنٹ میں ۸۰ گھوڑے شریک ہوئے تھے۔

افتتاحی تقریب

ٹورنامنٹ کا افتتاح ۱۵ فروری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام کالج اور محلہ دارالعلوم کے درمیانی وسیع میدان میں تشریف لاکر فرمایا۔ حضور کی تشریف آوری پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے منتظمین نے حضور کا خیر مقدم کیا۔ حضور نے انہیں مصافحہ کا شرف بخشا بعد ازاں کارروائی کا آغاز مکرم قاری حافظ محمد عاشق صاحب نے تلاوتِ قرآنِ پاک سے کیا جس کے بعد مکرم مرزا محمد افضل صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب اختر کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

تلاوتِ قرآن کریم و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا:۔

میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس ٹورنامنٹ کا افتتاح کرتا ہوں اور اسی سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری اس سعی کو جو محض اسی کی رضا کی خاطر کی گئی ہے، بابرکت بنائے۔ اسے ہر قسم کے حادثات سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو بلکہ ساری دنیا کو ہی ہر قسم کے مصائب سے محفوظ رکھے اور نجات کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

اس مختصر خطاب کے بعد حضور نے گھوڑوں کا مارچ پاسٹ ملاحظہ فرمایا جس کے بعد نیزہ بازی کے سنگل مقابلے شروع ہوئے یہ مقابلے بھی حضور نے ملاحظہ فرمائے۔

۱۶ فروری کو دن بھر یہ ٹورنامنٹ جاری رہا جس میں ۸۸۰ گز کی سیمی فائنل دوڑ، شتر چال، دلکی چال، نیزہ بازی اور گھوڑوں کی نمائش وغیرہ کے سیمی فائنل مقابلے شامل تھے۔ اس روز بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائے حضور نے مختلف مقابلے ملاحظہ فرمائے اور ضروری ہدایات سے نوازا۔ یہ نہایت دلچسپ مقابلے ۱۷ فروری کو بھی جاری رہے جبکہ انفرادی اور اجتماعی نیزہ بازی اور ۸۸۰ گز کی دوڑ کے فائنل مقابلے ہوئے۔ مقامی احباب تینوں روز بڑی کثرت کے ساتھ آکر غیر معمولی دلچسپی کے ساتھ یہ مقابلے دیکھتے رہے۔ مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب وریام ایڈووکیٹ سرگودہا مقابلہ جات کی تفصیل بطور رننگ کومنٹری لاؤڈ سپیکر پر بڑی عمدگی سے اور دلچسپ انداز میں بیان کرتے رہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اختتامی تقریب

۱۷ فروری کو بعد نماز عصر اس ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر پہلے انفرادی نیزہ بازی کے فائنل مقابلے ملاحظہ فرمائے جس کے بعد مکرم لئیق احمد صاحب طاہر نے تلاوتِ قرآنِ پاک سے کارروائی کا آغاز کیا۔ مکرم ظفر احمد صاحب سرور متعلم جامعہ احمدیہ نے مکرم نصیر احمد صاحب کی ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

تلاوت و نظم کے بعد محترم عطاء المجیب صاحب راشد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اس ٹورنامنٹ کی مختصر رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس ٹورنامنٹ کا آغاز اور ارتقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور دلچسپی کا مرہونِ منت ہے۔ حضور کی یہ خواہش ہے کہ اس میں چار صد گھوڑے شامل ہونے چاہئیں۔ ہم سب کو حضور کی اس خواہش کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ اس دفعہ ٹورنامنٹ میں شامل ہونے والے گھوڑوں کی ضلع وار تفصیل یہ ہے:۔

ضلع سرگودہا ۶۲۔ ضلع جھنگ ۲۸۔ ضلع گوجرانوالہ ۱۰۔ ضلع شیخوپورہ ۳۔ ضلع لائل پور ۱۔ تھر پارکر (سندھ) ۱۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ اس سال سے انفرادی نیزہ بازی میں اوّل آنے والے کو سونے کا تمغہ دیا جایا کرے گا اور اس کے بعد کے پانچ گھوڑ سواروں کو چاندی کا تمغہ دیا جایا کرے گا۔

رپورٹ پڑھی جانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بصیرت افروز مختصر خطاب میں فرمایا کہ:۔

میرا تأثر یہ ہے کہ اس دفعہ کے مقابلے پہلے کی نسبت اپنے معیار اور تعداد کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں مگر کارکنان کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس کا انتظام اتنا اچھا نہیں تھا [illegible] نظام کے ماتحت ہونا چاہیئے اس لئے میں کارکنان کو [illegible] اور ہدایات دینے کی غرض سے ایک کمیٹی کی تشکیل کا فیصلہ کرتا ہوں جو [illegible] افراد پر مشتمل ہوگی۔ اس کے صدر مرزا طاہر احمد صاحب ہونگے اور ممبران میں چوہدری بشیر احمد صاحب شیخوپورہ اور مکرم عبدالسمیع صاحب نون سرگودہا شامل ہونگے بقیہ ممبروں کے ناموں کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔

اس مختصر خطاب کے بعد حضور نے اپنے دستِ مبارک سے مختلف مقابلہ جات میں امتیازی کامیابی حاصل کرنے والے گھوڑ سواروں کو انعامات عطا فرمائے۔ حضور نے اپنی طرف سے بھی بعض خاص انعامات مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے اختتامی دعا کرائی اور اس طرح گھوڑدوڑ کا یہ تیسرا ٹورنامنٹ کامیابی کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

اخبارِ احمدیہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

آگے ہی آگے بڑھتی چلی جائے اسی لئے ہمارے قلوب میں پہلے سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے چشمے پھوٹنے چاہئیں اور ہمیں اخلاص اور پاک نیت کے ساتھ اسلام کی سربلندی کی خاطر پہلے سے بھی زیادہ اپنی حقیر قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنی چاہئیں تاکہ کامیابی کے لئے جن مادی ذرائع کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ خود مہیا فرمائے اور اس کے لئے جو دعاؤں کی ضرورت ہے اس کی بھی وہ خود ہی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

* عزیزم خواجہ حمید احمد صاحب ابن مکرم خواجہ غلام احمد صاحب آف سیالکوٹ کا نکاح عزیزہ عقیلہ یاسمین بنت مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب امان گڑھ نوشہرہ ضلع پشاور کے ساتھ بعوض حق مہر مبلغ دس ہزار روپے ۹ فروری ۱۹۷۴ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عباد اللہ گیانی مینیجر الفضل ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۲